دینی تعلیم اور نصاب تعلیم

مولانا محمد یونس
فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدرس جامعہ سلفیہ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد : فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم. اقرأ باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم. الذی علم بالقلم. علم الانسان مالم یعلم (العلق)

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھیے، جس رب نے ہر چیز کو پیدا فرمایا، اور انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھیے اور جان لیجئے آپ کا رب بڑی عزت والا ہے، جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا، اور انسان کو وہ علم عطا کیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

جب انسان وجود میں آتا ہے تو اس کا ذہن ہر قسم کے علم سے خالی ہوتا ہے۔ وہ خالی الذہن ہو کر اس دنیا میں آتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ علم کی بلندیوں تک پہنچتا ہے اور علم میں اضافہ کرنے کے بعد پھر مٹی بن کے اسی زمین میں دفن ہو جاتا ہے۔ یہ علم جو انسان اپنے تجربات اور محنت سے حاصل کرتا ہے، اس علم کے ساتھ انسان صرف دنیا کا مال، دنیا کی دولت، دنیا کا عارضی وقار حاصل کر سکتا ہے، لیکن دائمی اور ہمیشہ کی کامیابی، لازوال دولت، حقیقی اور صحیح عزت و وقار، اگر حاصل کیا جا سکتا ہے تو اس علم کی بدولت جو علم انسان کے خالق نے انسان کو عطا کیا ہے۔

تمام والدین اپنی اولاد کیلئے سوچتے ہیں، کہ ان کا مستقبل روشن ہو، اور ہماری اولاد بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ سکول میں تعلیم حاصل کرے، امتحانات میں اپنے بچوں کی کامیابی کے بعد ہم اخبارات دیکھتے ہیں، اشتہارات تلاش کرتے ہیں، کہ کون سا سکول ہمارے بچوں کیلئے بہتر ہوگا؟ پھر ہم اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ یہ سکول بہت مہنگا ہے، اس سکول کی فیسیں بہت زیادہ ہیں، اس کی نصابی کتب بہت مہنگی ہیں پھر بھی ہم اپنے بچوں کے روشن مستقبل کیلئے خود بھوک پیاس اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے یہ قربانی دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں تاکہ ہماری اولاد کا مستقبل روشن ہو جائے، وہ اعلیٰ سکول میں تعلیم حاصل کرے، والدین یہ قربانی دیتے ہیں لیکن کیا ان سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے والدین کو اس بات کی ضمانت مل جاتی ہے کہ یہ علم جسے وہ حاصل کر رہے ہیں ان کی دنیا بہتر بنانے کا ضامن ہے؟ نہیں! کوئی بھی سکول اور کوئی بھی تعلیمی ادارہ اپنے طالبعلموں کو یہ ضمانت دینے پر تیار نہیں ہے کہ علم حاصل کرنے کے بعد تمہیں یہ منصب ملے گا، یا یہ ملازمت ملے گی، یہ علم جو دنیا ہی کیلئے حاصل کیا جاتا ہے لیکن ضمانت نہیں ہے کہ اس علم کے حاصل کرنے کے بعد ہمارے دنیاوی مقاصد بھی پورے ہو جائیں گے، جبکہ مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ دنیا کی تعلیم حاصل کرنے والے، یہ ڈگریاں لینے والے حصول تعلیم کے بعد ملازمت کیلئے دفاتر کے چکر لگاتے ہیں، پھر بالآخر تھک ہار کر کسی دوکان پہ ملازمت کرنے، ریڑھی لگانے، جوتے پالش کرنے یا سبزی بیچنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اپنے پیٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر، علم کی ڈگریوں کو پھینک کر صرف اپنے پیٹ کو بھرنے کیلئے وہ کام بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں کہ ڈگری کے ہوتے ہوئے جس کام کو اپنے لئے باعث ذلت سمجھتے تھے۔

اس دنیا کی تعلیم کیلئے جس میں نہ دنیا کی ضمانت ہے نہ آخرت کی، والدین قربانی بھی دیتے ہیں، ایثار بھی کرتے ہیں، اور بہت کچھ کرتے ہیں۔ لیکن وہ علم جو ہمارے خالق نے ہمیں عطا کیا وہ علم جو ہماری دنیاوی کامیابی کا ضامن ہے، وہ علم جو ہماری آخرت کی زندگی کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ہم اس علم کے حصول کیلئے کوئی توجہ نہیں دیتے، جبکہ اس کیلئے سید کائنات ﷺ کی ضمانت تھی کہ:

نضر الله امرأ سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه (ابو داؤد)

کہ رب ذوالجلال اس انسان کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے اور اپنی نعمتوں میں رکھے، اسے بھوک و افلاس سے محفوظ رکھے جس نے میری زبان سے نکلی ہوئی بات کو سنا، اس پہ عمل کیا اور لوگوں تک میری وہ بات پہنچائی، رب ذوالجلال سے سید کائنات ﷺ دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ میری زبان سے سننے والی حدیث کو جو انسان یاد رکھتا ہے اور پھر دوسروں تک پہنچاتا ہے تیری ذمہ داری ہے کہ یہ انسان اس دنیا میں بھوک و افلاس کا شکار نہ ہو۔ یہ ہمیشہ ناز و نعمت اور تیرے فضل میں رہے، اے اللہ تو دنیا کی ذمہ داری بھی قبول کر، اور قیامت کے دن بھی ایسے انسان کو کامیابی عطا فرما۔

وہ علم جو اللہ نے، انسان کے خالق نے انسان کو عطا کیا ہے۔ اس علم سے ہم اپنی اولاد کو محروم رکھتے ہیں اور وہ علم جس میں نہ دنیا کے حصول کی ضمانت ہے، اور نہ آخرت کی کامیابی کی۔ اس کیلئے ہم بہت سی قربانیاں دیتے ہیں، ایثار کرتے ہیں، مشقتیں اٹھاتے ہیں، اور مصیبتیں بھی برداشت کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ دنیا کا علم سیکھنا نہیں چاہئے، یہ شجر ممنوعہ ہے، نہیں! علم جیسا بھی ہو علم ہے، وہ دین کا علم ہو یا دنیا کا، ایک مسلمان کیلئے متاع گم گشتہ ہے۔ جہاں سے اسے علم حاصل ہو، اسے حاصل کرنا چاہئے۔ رب کائنات نے جب انسان کو پیدا کیا، تو اہل کائنات کو اس کی پہچان کیا بتائی؟

علم آدم الاسماء کلھا

کہ آدم کو پیدا کر کے اسے علم سے مزین کیا،

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا، وہ اس کی روزی کا نہیں تھا، نہ اس کے لباس اور رہائش کا تھا۔ سب سے پہلے اسے جو چیز اور نعمت عطا کی، اس پر جو احسان کیا وہ تعلیم تھی۔ **علم آدم الاسماء کلھا**۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام علوم سکھا کر پھر فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا دیکھو یہی وہ آدم ہے جس کے بارے میں تم نے یہ کہا تھا کہ اے اللہ تو کس مخلوق کو پیدا کرنے لگا ہے؟ **من یفسد فیھا ویسفک الدماء** ، جو زمین میں خون بہائے گی، جو فتنہ وفساد پیدا کرے گی، جو خون ریزی کرے گی۔ رب ذوالجلال نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کرنے کے بعد، انہیں علم کی دولت سے آراستہ اور مزین کیا پھر فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور پوچھا بتاؤ یہ آدم جو علم کی دولت سے آراستہ ہے بتاؤ کیا یہ خون ریزی کرنے والا ہے؟ کیا یہ فساد کرنے والا ہے؟ فرشتوں نے تسلیم کیا کہ نہیں۔ اب یہ آدم جو علم کی دولت سے آراستہ ہو چکا ہے نہ خون بہائے گا نہ فتنہ وفساد پیدا کرے گا۔ تو رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر اس آدم کو سجدہ کرو! یہ آدم جو علم کی دولت سے آراستہ ہے اسے مسجود ملائکہ بنا دیا اور بتا دیا کہ انسان جب علم الٰہی سے آراستہ ہوگا تو مسجود ملائکہ ہے۔ لیکن جب یہ انسان علم الٰہی کی دولت سے خالی ہو جائے تو پھر ان فرشتوں کے علم کے مطابق یہ خون ریزی کرنے والا، فتنہ وفساد پیدا کرنے والا انسان نہیں بلکہ درندہ ہوگا۔ جس انسان کے پاس علم الٰہی ہے وہ انسان مسجود ملائکہ ہے، اور جو انسان علم الٰہی سے خالی ہے وہ انسان نہیں وہ درندہ ہے، حیوانوں سے بدتر ہے۔ رب ذوالجلال نے بتا دیا تھا کہ وہ آدم مسجود ملائکہ ہے جسے اللہ نے علم عطا کیا۔ لیکن یہ اولاد آدم اگر علم الٰہی کو چھوڑ دے گی تو پھر جو بات ملائکہ نے کہی تھی وہ بات صحیح ثابت ہو جائے گی، کہ انسان جو علم الٰہی سے خالی ہو انسان نہیں درندہ ہوتا ہے۔ اور اس بات کا مشاہدہ کر لیجئے، اس حقیقت کو دیکھ لیجئے کہ آج اس دنیا میں دنیاوی علم کے لحاظ سے ترقی کی معراج پر جانے والی قوم کونسی ہے؟ جسے اس بات کا دعویٰ بھی ہے اور دنیا بھی مانتی ہے۔ کہ یہ قوم دنیا کے علم کے لحاظ سے ساری اقوام سے بالا ہے۔ لیکن یہ قوم جو دنیا کے تمام علوم پر حاوی ہو لیکن علم الٰہی سے خالی ہے۔ تو دیکھ لیجئے کس طرح درندگی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ کس طرح انسانوں کا خون بہا رہی ہے، یہ افغانستان کی سرزمین اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اس دنیا کے علوم کی معراج پہ جانے والا انسان کس قدر درندہ ہے؟ اور عراق کی سرزمین اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اس علم کی معراج پہ جانے والا انسان کس قدر ظالم اور خونریز ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ علم الٰہی سے کورا ہے۔ جس علم الٰہی نے انسان کو مسجود ملائکہ بنایا تھا جب اس انسان نے علم الٰہی چھوڑ دیا تو پھر دنیا کے علم انسان کی درندگی میں اضافہ تو کر سکتے ہیں اسے انسان نہیں بنا سکتے۔

رب ذوالجلال نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ علم الٰہی سے مزین اور آراستہ کر کے اسے مسجود ملائکہ بنا دیا۔ اور پھر جب اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا، تو جس پہلی وحی کے ساتھ، اسے نبوت عطا کی، اور اسے رسول بنایا، اس وحی کا آغاز بھی کیا تو اقرأ سے کیا۔

اقرا باسم ربک الذی خلق ،خلق الانسان من علق (سورۃ العلق)

کہ اے انسان تو جو کچھ بھی بن جائے، دنیا کے علوم کی معراج بھی حاصل کر لے لیکن اپنی تخلیق پہ غور کر **خلق الانسان من علق** ، تیری حیثیت کیا ہے؟ خون کا ایک لوتھڑا ہے، وہ خون جو اگر تمہارے لباس پہ پڑ جائے تو تم فوراً اپنے لباس کو دھوتے ہو کہ لباس ناپاک ہو گیا ہے۔ اس خون کے ایک لوتھڑے سے تمہاری تخلیق ہوئی ہے۔ اگر تم دنیا کے علم کی معراج پر بھی پہنچ جاؤ تو اپنی حقیقت فراموش نہ کرو۔ جتنا بھی تمہیں دنیا کا علم مل جائے، تمہاری حقیقت یہی ہے خون کا ایک غلیظ ٹکڑا جسے تم اپنے لباس پہ برداشت نہیں کرتے۔ تو اے انسان تو اگر دنیا کے علم کی معراج پہ پہنچ جائے۔ تو **اقرا باسم ربک الذی خلق**۔ اپنے خالق کی اس صفت خلق کو تسلیم کرتے ہوئے جو بے مثال خالق ہے، اس جیسا خالق کوئی نہیں ہے، اس کے نام سے پڑھ! کس چیز کو پڑھ؟ **الذی علم بالقلم ، علم الانسان مالم یعلم**۔ وہ علم حاصل کر جو رب ذوالجلال نے عطا کیا ہے۔ رب کا نام لے کے اس علم کو حاصل کر جو علم تجھے تیرے خالق نے عطا کیا ہے، کیوں؟ **اقرا وربک الاکرم**۔ عزت، جو تو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ دولت ہو گی تو عزت ملے گی اور دولت کیلئے علم حاصل کرنا چاہئے، تو سمجھتا ہے کہ علم ہوگا تو لوگ عزت کریں گے۔ لیکن یہ جان لے کہ **ربک الاکرم**۔ عزت کا سرچشمہ کوئی ہے تو اللہ کی ذات ہے۔ سب سے زیادہ معزز، سب سے بڑھ کے کریم اگر کوئی ذات ہے تو اللہ کی ذات ہے، وہ جسے چاہے عزت عطا کرے اور جسے چاہے ذلت سے ہمکنار کر دے، عزت اس کے ہاتھ میں ہے ذلت اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے **اقرا**، پڑھ اس رب کے نام سے جو عزت والا ہے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا اپنی ذات پہ فخر کرتے ہوئے، تکبر کرتے ہوئے نہیں، بلکہ اللہ کے دیئے ہوئے علم کو حاصل کر! اس لئے کہ یہی علم تمہیں انسان بنانے والا ہے۔

تم نے جو علم اختیار کئے ہیں یہ بے فائدہ نہیں ہیں، لیکن وہ تمہیں انسان نہیں بناتے۔ وہ علم جو اس نے عطا کیا ہے جو تمہارا خالق ہے، جو انسان کا خالق ہے اسی کا علم تمہیں انسان بنا سکتا ہے، وگرنہ تم انسان نہیں بن سکتے ہو۔ رب ذوالجلال نے اپنے آخری نبی کو پہلی وحی کے ذریعے حکم دیا کہ علم حاصل کر۔ اور پھر سید کائنات ﷺ نے مکی زندگی میں جہاں ہر طرف کوئی فرعون تھا، کوئی نمرود کوئی ابوجہل اور اسلام کے نام لیواؤں پر ظلم اور تشدد کا بازار گرم تھا۔ اس دور میں بھی دار ارقم کی صورت میں ایک تعلیمی مرکز بنایا جہاں سے لوگ علمی پیاس بجھا سکیں۔ اور جب مکی زندگی کے بعد

ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے ہیں وہاں بھی سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر کرتے ہیں، اور مسجد نبوی میں صفہ کی شکل میں مرکز تعلیم بناتے ہیں جہاں بیٹھ کر مسلمان علم حاصل کریں۔

اسلام نے علم کو بہت اہمیت دی ہے اور واضح کیا کہ علم کے بغیر تم انسان نہیں بن سکتے ہو۔ پھر مدینہ منورہ کی ابتدائی زندگی میں جب مسلمانوں کے پاس نہ مال تھا نہ دولت تھی غزوہ بدر میں دشمن کے بڑے بڑے سردار گرفتار ہوتے ہیں اگر مسلمان چاہتے تو ان سرداروں سے مالی فدیہ لیکر چھوڑ سکتے تھے لیکن پیشکش کی کہ تم میں جو پڑھا لکھا ہے ہمارے مسلمان بچوں کو تعلیم دے، ہم اسے رہا کر دیں گے۔ مال کی ضرورت تھی، مسلمان مفلوک الحال تھے لیکن کہا نہیں، اس دنیا کے مال سے علم بہتر ہے۔ ہمارے بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دو ہم تمہیں قید سے آزاد کر دیں گے۔ اگر کوئی شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ کے رسول میں شادی کرنا چاہتا ہوں میرے پاس مہر ادا کرنے کیلئے مال نہیں ہے، اتنی رقم نہیں کہ میں مہر ادا کر سکوں تو آپ فرماتے ہیں کہ اپنی ہونے والی بیوی کو قرآن کی چند سورتیں سکھا دو، تیری یہی تعلیم مہر بن جائے گی۔

وہ اللہ جس نے انسان کی تخلیق کے بعد پہلا کام انسان کی تعلیم کا کیا اور جس نے اپنے نبی کو نبوت عطا کرتے ہوئے، پہلی بات کہی تھی اقــرا ، اور جس نبی نے فرمایا کہ انــما بـعثـت معـلما۔ کہ اے لوگو میں معلم بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ میرا فرض منصبی یہ ہے کہ تمہیں تعلیم دوں، میرا کام ہی تعلیم دینا ہے۔ اس نبی نے امت کو تعلیم دی کہ حصول دولت کیلئے علم حاصل کرو، یہ دین ہمیں نہیں کہتا کہ علم دنیاوی حاصل نہ کرو، یہ ترغیب دیتا ہے کہ ہر قسم کا علم حاصل کرو لیکن یہ دنیا کے علم تمہیں دنیا کے لحاظ سے ممتاز بنا سکتے ہیں۔ تم ان علوم کے ساتھ ایک سائنسدان بن سکتے ہو، ڈاکٹر بن سکتے ہو لیکن انسان نہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ ڈاکٹر بنو، لیکن اپنے اندر انسانیت پیدا کرو، سائنسدان بنو لیکن انسان بن کے انسانوں کی ہمدردی کا جذبہ لے کے سائنسدان بنو اسمیں کوئی رکاوٹ نہیں۔ لیکن وہ علم الٰہی جو اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے، وہ علم الٰہی جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اگر ہم اس علم کو چھوڑ کر دنیا کے علم کو حاصل کریں تو ڈاکٹر بھی بن جائیں گے، انجینئر بھی، سائنسدان بھی سیاستدان بھی۔ لیکن کسی کے اندر انسانیت نہیں ہوگی۔ اور وہ ڈاکٹر جو انسان نہ ہو جان لیجئے اس کا طریقہ کیا ہوگا؟ وہ سائنسدان جو انسان نہ ہو جس میں انسانیت نہ ہو انسانوں کی ہمدردی نہ ہو، بتایئے یہ سائنسدان انسانوں کی تباہی کا کام کرے گا یا انسانوں کی بہبود کا؟ اسلام یہی کہتا ہے کہ دنیا کے ہر میدان میں آگے بڑھو۔ علم کی ہر چوٹی سر کرو لیکن وہ علم الٰہی جو تمہیں انسان بناتا ہے اسے بھی حاصل کرو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اپنے سب بچوں کو دینی مدارس میں داخل کرو۔ نہیں جو تعلیم بھی آپ پسند کرتے ہیں، آپ کے بچے جس اسکول میں جانا چاہتے ہیں یا آپ جس سکول میں بھیجنا چاہتے ہیں، انہیں تعلیم دیجئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں انسان بنانے کیلئے جستجو کیجئے۔ اگر وہ انسان بن گئے تو آپ کی دنیا بھی بہتر ہوگی اور آخرت بھی بہتر ہوگی۔ لیکن اگر اسے آپ نے علم تو دے دیا انسانیت کا درس نہ دیا، اسے انسان نہ بنایا تو یہ انسان نہ آپ کے کسی کام آئے گا نہ انسانیت کے کسی کام آئے گا، اور نہ اس کی دنیا و آخرت بہتر ہوگی۔

اسلام ہم سے اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اپنی نوجوان نسل میں اپنے چھوٹے بچوں کے دلوں میں وہ انسانیت پیدا کر دیجئے۔ کہ اسکے بعد یہ جہاں بھی چلا جائے وہ ایک اچھا انسان ہوگا اور ایک اچھے انسان کا نام مسلمان ہے۔ مسلمان کوئی اور چیز نہیں ہے رب ذوالجلال نے ، انسان کے خالق نے ہمیں جو علم عطا کیا ہے اس علم کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا، اپنے آپ کو انسان بنانا اسی کا نام اسلام ہے۔ وہ انسان جو انسان نہیں ہے مسلمان نہیں ہے اور مسلمان جو مسلمانی کا دعویٰ کرتا ہے اس میں انسانیت نہیں ہے، وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسلام ہمیں یہی کہتا ہے کہ اپنی اولاد کو انسانیت کا درس دو۔ اور سید کائنات ﷺ نے تیرہ سالہ مکی زندگی میں یہی کام کیا کہ اسلام کے ماننے والوں کے دلوں میں اللہ کی محبت کیساتھ ساتھ اللہ کا خوف پیدا کیا۔ کہ اے اسلام کے ماننے والو، وہ تمہارا خالق ہے تمہارا مالک ہے تمہارا رازق ہے۔ رزق بھی اس کے ہاتھ میں، عزت بھی اس کے ہاتھ میں ہے زندگی بھی اس کے ہاتھ میں ہے موت بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی ذات بھی نہ کسی قوت کی مالک ہے نہ طاقت کی مالک ہے اور نہ کسی روزی کے سرچشمے کی مالک ہے۔ اس لئے محبت کرو تو اللہ سے محبت کرو، کسی ذات کا خوف تمہارے دل میں ہو تو اللہ کی ذات کا خوف ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تیرہ سالہ زندگی میں اہل ایمان کے اندر یہ چیز پیدا کی کہ اے لوگو یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے تمہیں معلوم نہیں کب موت آجاتی ہے، کس لمحے موت آجاتی ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس موت کے بعد ایک یوم آخرت ہے، یوم حساب ہے جب تمہیں دنیا کی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہوگا۔ اس یوم حساب سے ڈر جاؤ، اس یوم حساب کی تیاری کرو اور اپنے اندر جواب دہی کا احساس پیدا کرو، کہ کل قیامت کے دن ہم نے اپنے خالق کے سامنے اپنی دنیا کی زندگی کا حساب دینا ہے۔ یہ دو چیزیں پیدا کیں تیرہ سالہ مکی زندگی میں۔ تیرہ سالہ زندگی میں کام کیا تو یہی کہ ایک اللہ کی محبت اور اسکا ڈر دلوں میں پیدا کیا۔ قیامت کے دن کی جواب دہی کا احساس پیدا کیا اے مسلمانو اگر تم بھی چاہتے ہو کہ تمہاری نوجوان نسل ایک کامیاب انسان بنے تو تیرہ سال تک ان کی اس انداز میں تربیت کرو ان کے دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف اس انداز میں پیدا کر دو اور قیامت کے دن کی جواب دہی کا احساس اس قدر پختہ کر دو کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے سوچے کہ یہ کام اللہ کی رضا والا ہے یا اس کے غضب والا ہے۔ ہر کام سے پہلے سوچیں کہ اس کام کی مجھے سزا ملے گی یا جزا ملے گی، مجھے انعام ملے گا یا رسوائی ملے گی۔ اگر آپ تیرہ سال تک اپنے بچوں کی اس انداز سے تربیت کرتے ہیں تو یہ بہترین انسان بن جائیں گے۔ اور جب یہ انسان بن

جائیں گے تو صرف آپ کا نہیں بلکہ آپ کی قوم کا مستقبل بھی روشن ہو جائے گا۔ اس لئے یہی آج کے نونہال کل کا مستقبل ہیں اگر ہم والدین اپنی قوم کو اچھے بچے مہیا کریں گے، تربیت یافتہ اولاد اور نسل اپنی قوم کو مہیا کریں گے تو قوم کا مستقبل روشن ہوگا قوم کامیاب ہوگی۔ لیکن افسوس کہ آج ہمارا کچھ بھی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ نصاب تعلیم بھی ہمارے ہاتھ میں نہیں رہا۔ پہلے تو دینی مدارس اور سکول و کالجز پر دوہرے نظام تعلیم کا الزام لگا کر انہیں ہدف تنقید بنایا جاتا تھا اور اب سکول و کالجز کے نظام تعلیم اور نصاب کو طبقاتی بنیادوں پر قائم کیا جارہا ہے۔ یہ اسلام دشمنوں کی سازش ہے کہ مسلمان ممالک کے نصاب تعلیم کو کلیتاً تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے صرف ان سکول و کالجز کے نصاب کو اسلام سے دور کر دیا جائے جن سے فارغ ہونے والے مسند اقتدار پر بیٹھتے ہیں یا پارلیمنٹ میں جاتے ہیں۔ یا کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں اس طبقاتی تقسیم کی وجہ سے اب کچھ مدارس اور سکول غریب لوگوں کیلئے ہیں اور کچھ سکول اس طبقے کیلئے ہیں جو طبقہ اپنے آپ کو بڑے اعلیٰ درجے کا سمجھتا ہے۔

غریبوں کے سکولوں میں کوئی سہولتیں نہیں ہیں، تعلیم کا کوئی معیار نہیں ہے کوئی تربیت کا نظام نہیں ہے۔ جبکہ ان اعلیٰ درجہ کے سکولوں میں صرف ان لوگوں کے بچے داخلہ لیتے ہیں کہ جن کی ماہانہ آمدنی لاکھوں سے متجاوز ہے۔ جو حکمرانوں کی اولاد ہیں، جو سمجھتے ہیں کہ ہم انسانوں کے اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اور ان سکولوں میں نئی نسل کی تربیت کی جاتی ہے رقص و سرود کے ساتھ، انہیں قلبی سکون مہیا کیا جاتا ہے ساز و موسیقی کے ساتھ، انہیں زندہ دلی سکھائی جاتی ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مخلوط رقص کے ساتھ ایسے تعلیمی اداروں سے فراغت پانے والے جب لوگ مسند اقتدار پہ بیٹھیں گے، ہمارے حکمران بنیں گے، تو بتائیے پھر یہ آوازیں نہیں اٹھیں گی کہ نصاب سے قرآنی آیات کو نکال دیا جائے، تو پھر یہ آوازیں نہیں آئیں گی کہ یہ دو قومی نظریہ کیا ہوتا ہے؟ ہم ایک قوم ہیں، ایک خطے میں رہنے والے ہیں ہم انسان ہیں، ہندو مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے، ہم سب ایک خطے کے افراد ہیں، کوئی دو قومی نظریہ نہیں ہے، کیا یہ آوازیں نہیں آئیں گی کہ مسلمان بچوں کی کتابوں سے ایسی باتیں نکال دی جائیں جو ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں کے جذبات کو، ٹھیس پہنچانے والی ہوں، کیا یہ باتیں نہیں ہوں گی کہ محمد بن قاسم کو رحمہ اللہ نہ کہا جائے کیا یہ آواز نہیں آئے گی؟ کہ محمد غوری ہمارا لیڈر نہیں تھا؟ کیا یہ آواز نہیں آئے گی کہ راجہ داہر کو غنڈہ لٹیرا نہ کہو وہ ایک ہیرو تھا۔ آئیں گی اس لئے کہ گندگی میں رہنے والا غلاظت میں جنم لینے والے کیڑے کو جب غلاظت سے نکالا جاتا ہے تو اسے اپنی موت نظر آتی ہے۔ وہ چیختا چلاتا ہے اور گندگی میں جانے اور اسے تلاش کرنے کیلئے ہر حربہ آزماتا ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں جہاں تعلیم کے نام پر بے حیائی سکھائی جاتی ہے، فحاشی کا درس دیا جاتا ہے، شرم و حیا کو شجر ممنوعہ قرار دیا جاتا ہے، ایسے اداروں سے نکلنے والے نوجوان ضرور کہیں گے ہم ایک قوم ہیں، کوئی تفریق نہیں ہندو مسلم میں اور پھر کیا ان تعلیمی اداروں سے ایسے اساتذہ جنم نہیں لیں گے جیسا کہ فیصل آباد میں ہوا ہے پانچویں کلاس کے امتحان ہو رہے تھے، بچوں سے قرآن سننے کی بات آتی ہے تو ایک عیسائی ٹیچر مسلمان بچوں سے قرآن سنتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ مسلمان ٹیچرز کو خود قرآن نہیں آتا۔ یہ فیصل آباد کی مثال ہے کہ پانچویں جماعت کا امتحان ہو رہا ہے، بچوں سے ناظرہ قرآن سننے کیلئے جب مسلمان ٹیچر سے کہا گیا تو اس نے معذرت کی کہ اسے خود قرآن نہیں آتا۔ مجبوراً ایک عیسائی ٹیچر کی خدمات لی گئیں مسلمان بچوں سے قرآن سننے کیلئے۔ ان لوگوں کی مثال اس شخص کی ہے جو چمڑہ رنگنے کا کام کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس بازار میں گیا جہاں خوشبو بکتی تھی۔ جب اس کے ناک میں خوشبو پہنچتی ہے تو وہ بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے لوگ اٹھاتے ہیں۔ پانی کے چھینٹے مارتے ہیں، ہوا دیتے ہیں، لیکن ہوش نہیں آتا۔ جب کافی دیر گزرتی ہے تو اس کے گھر والوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارا شخص فلاں بازار میں بے ہوش پڑا ہے۔ پوچھا جاتا ہے کس بازار میں؟ بتایا جاتا ہے کہ اس بازار میں جہاں خوشبو بکتی ہے۔ سمجھ آجاتی ہے کیا وجہ ہے؟ گھر والے کتے کا بد بودار گوبر چپکے سے جیب میں ڈالتے ہیں اور وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اور چپکے سے اس بے ہوش آدمی کی ناک کے قریب کر دیتے ہیں اسے ہوش آجاتا ہے۔ وہ شخص جو چوبیس گھنٹے چمڑے کی بدبو میں زندگی گزارتا ہے۔ جب اس کے دماغ میں خوشبو جائے گی تو وہ ضرور بے ہوش ہو جائے گا۔ جس طرح کہ وہ غلیظ کیڑا جو گندگی میں جنم لیتا ہے۔ اسے غلاظت سے نکال دیں تو مر جاتا ہے، اسی طرح ان غلیظ لوگوں کی خوشبو یہی غلاظت ہے انہیں بدبو دی جائے تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ شراب ان کیلئے آب حیات کا کام دیتی ہے۔ ان سے شراب دور کر دی جائے، تو ان میں زندگی کی رمق باقی نہیں رہتی۔ جو بیس پچیس سال تک ان غلاظت اور گندگی کے اداروں میں تعلیم حاصل کریں گے، جب ہمارے حکمران بنیں گے تو یقیناً یہ آوازیں اٹھیں گی، کہ مسلمانوں کے نصاب میں ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں جو ہندوؤں کی دل آزاری کریں، جو عیسائیوں کی دل آزاری کریں۔ لیکن دین کی حفاظت اللہ کے ذمے ہے۔ آج تک اس نے اس دین کی حفاظت کی ہے، اور قیامت تک، اس دنیا کی تباہی و بربادی تک اس دین کی حفاظت رب ذوالجلال کرے گا۔ انگریز اسی خطہ زمین میں اسلامی تعلیمات کو نصاب سے نکال کر اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکا، یہ گندگی کے کیڑے بے شک قرآنی آیات کو نصاب سے خارج کر دیں اس خطہ ارض سے اسلام کو خارج نہیں کیا جا سکے گا یہ خطہ تو حاصل ہی اسلام کے نام پر کیا گیا تھا۔ دینی مدارس کا اس قوم پہ احسان ہے آج اگر اس وطن میں اسلام کا نام ہے، اللہ کا نام ہے، دین کا نام ہے تو ان مدارس کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ دینی مدارس ان تعلیمی اداروں کے مقابلہ میں اسلام کی بقاء کیلئے قائم نہ کئے جاتے تو آج اس وطن میں بھی اسلام کا کوئی نام لیوا نہ ہوتا۔

خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے کی بات ہے کہ ایک پادری اس کے دربار میں آتا ہے جو بہت ہی لائق و فائق تھا، شاعر بھی تھا، ادیب بھی تھا، بڑے اچھے انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید متاثر ہو کر اسے دعوت دیتے ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ وہ انکار کرتا ہے، خلیفہ پیشکش کرتا ہے کہ میں خلیفہ ہوں تمہیں یہ منصب دوں گا، یہ عہدہ دوں گا، یہ جاگیر دوں گا، یہ دولت دوں گا، مسلمان ہو جاؤ! لیکن وہ پادری مسلمان نہیں ہوتا، واپس چلا جاتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ بغداد میں آتا ہے۔ خلیفہ ہارون سے ملاقات ہوتی ہے۔ خلیفہ محسوس کرتا ہے کہ یہ پادری اب مسلمان ہو چکا ہے۔ پوچھتا ہے مسلمان ہو گئے ہو؟ کہتا ہے کہ جی ہاں! ہارون حیران ہوتا ہے کہ جب میں نے پیشکش کی تھی کہ مسلمان ہو جاؤ، تم نے میری بات نہیں مانی، اب تم نے اسلام کیسے قبول کر لیا۔ تو پادری بتلاتا ہے کہ اس کے بعد میں فلسطین گیا، میں اہل زبان ہوں، ادیب بھی ہوں، شاعر بھی ہوں۔ میں نے اپنے انداز سے من گھڑت قصے کہانیوں سے تورات لکھ کر بڑی خوبصورت شکل میں شائع کر کے بازار میں پیش کر دی۔ اور چند دنوں میں ساری کتاب بک جاتی ہے۔ پھر میں نے انجیل لکھی۔ اسی طرح من گھڑت قصے کہانیاں شامل کرے اسے خوبصورت انداز میں قوم کے سامنے پیش کیا۔ چند دنوں میں انجیل بھی فروخت ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے قرآن لکھا۔ اپنے انداز میں غلط ملط خوبصورت انداز میں شائع کر کے بازار میں پیش کر دیا اور میں حیران ہوا کہ ایک بھی قرآن کا نسخہ فروخت نہیں ہوا۔ مسلمان آتے، قرآن کو اٹھاتے، دیکھتے اور پھر چھوڑ دیتے۔

میں حیران ہوا کہ تورات میں نے لکھی تورات کے نام پہ، یہودیوں نے خرید لی۔ انجیل میں نے لکھی عیسائیوں نے خرید لی۔ قرآن بھی اسی انداز میں لکھا لیکن ایک قرآن بھی نہیں بکا تو میں نے جان لیا کہ قرآن سچی کتاب ہے۔ کہ مسلمان جن کے بچے صبح وشام مساجد میں آ کر قرآن پڑھتے ہیں۔ جب یہ بچے بڑھے ہوتے ہیں، اپنے گھروں میں قرآن پڑھتے ہیں دوکان پہ جانے سے پہلے تلاوت قرآن کرتے ہیں۔ اپنے دفتر میں جانے سے پہلے تلاوت قرآن کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا ہر فرد اسے عربی آتی ہو یا نہ آتی ہو قرآن کو اٹھا کر محسوس کر سکتا ہے کہ آیا یہ اصلی قرآن ہے یا (نعوذ باللہ) نقلی۔ اور یہ اللہ کی حفاظت ہے۔ اور یہی چیز اس پادری کے ایمان لانے کا سبب بنی کہ اس کتاب کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لی ہے۔ یہ سچی کتاب ہے اسی وجہ سے ہمارے بچے بھی قرآن پڑھتے ہیں ہم بھی قرآن پڑھتے ہیں لیکن یہ اعلیٰ طبقہ جو صبح نو دس بجے اٹھتا ہے نہ خود مساجد میں جاتے ہیں نہ ان کے بچے۔ نہ خود قرآن پڑھتے ہیں نہ ان کی اولاد میں قرآن کی شیرینی اور حلاوت سے آشنا ہیں تو پھر قرآنی آیات کو نصاب سے خارج کرنے کی بات کیوں نہ ہوں؟

اگر ہم اپنے بچوں کیلئے ٹی۔وی خرید کر دے سکتے ہیں تو کیا چند دینی مسائل پر مبنی کیسٹس نہیں لے کر دے سکتے؟ اپنے گھر میں ماحول بنایئے اپنے بچوں کو قرآن پاک کا ترجمہ پڑھایئے۔ اسلامی تعلیمات کی کیسٹیں وافر ملتی ہیں ایک گھنٹہ خود بیٹھ کر سنیئے اور انہیں بھی سنایئے۔ اس انداز سے اگر آپ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا احساس کریں گے تو پھر سکولوں کے نصاب تبدیل بھی ہو جائیں، اسلام کے خلاف بھی ہو جائیں تب بھی اس وطن میں اسلام کا نام باقی رہے گا مسلمانوں کا وجود باقی رہے گا لیکن اگر والدین نے اس ذمہ داری کا احساس نہ کیا تو پھر آہستہ آہستہ جو حال ان ممالک کا ہوا، اندلس کا ہوا، جہاں آٹھ سو سال تک مسلمان حکمران رہے لیکن آج جو طارق بن زیاد جو نجات دہندہ بن کر اندلس میں گیا تھا، سپین میں گیا تھا آج عجائب گھر میں طارق بن زیاد کا ایک مجسمہ پڑا ہے جس کی شکل ایسے بنائی ہوئی ہے جیسے لٹیرا ہے اور اس کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ یہ شخص بحری قزاق تھا بحری لٹیرا تھا جو سمندر کے راستے آیا اور اس زمین پہ اس نے غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ نیچے نام لکھا ہے ''طارق بن زیادؒ''۔ جب تک مسلمان تھے وہاں، یہ ہیرو تھا، نجات دہندہ تھا۔ جب مسلمان گئے تو بحری قزاق بن گیا۔ یہی حال ہمارے وطن میں ہو رہا ہے کہ راجہ داہر غنڈہ تھا لیکن آج آواز اٹھ رہی ہے کہ نہیں وہ قوم کا ہیرو تھا۔ محمد بن قاسم قوم کا ہیرو ہے، محمد غوری قوم کا ہیرو ہے لیکن آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ان کو ہیرو بنا کر نصاب میں نہ پیش کیا جائے۔ ان ناموں کے ساتھ رحمہ اللہ کے الفاظ نہ لکھے جائیں۔

مسلمانو! اگر تم سوئے رہے اپنی اولادوں کو تعلیم و تربیت سے دور رکھا تو پھر وہ وقت دور نہیں ہے جب اس وطن میں اسلام کا نام نہیں رہے گا۔ انسان بننا ہے تو وہ علم الٰہی جو خالق نے ہمیں عطا کیا ہے، وہ علم جو انسان کو انسان بنا سکتا ہے اسے حاصل کرو لیکن اگر ہم نے انسان کو علم الٰہی سے روشناس نہ کیا پھر آپ دیکھ لیجئے کہ دنیا میں دنیاوی علم کی معراج کو پہنچنے والا امریکہ کس قدر غنڈہ گردی کر رہا ہے۔ ایک درندہ بن کر پوری دنیا میں دہشت گردی پھیلا رہا ہے۔ انسانی خون بہا رہا ہے، دنیا کا علم ہے انتہائی علم ہے، علم کی معراج پہ ہے لیکن اس علم کے ساتھ وہ علم الٰہی نہیں ہے جو انسان کو انسان بناتا ہے، انسان کو درندگی سے دور کرتا ہے اس لئے یہ تہذیب انسان جو علم کی معراج پہ ہے لیکن علم الٰہی سے کورا ہے آج ایک خطرناک درندہ بن کر لوگوں کو کھا رہا ہے۔

مسلمانو! بیدار ہو جاؤ، خود بھی اپنے آپ کی تربیت کرو اور اپنی اولاد کو بھی کم از کم اللہ اور آخرت کے علم سے بے بہرہ نہ رکھو وگرنہ تمہارا نام ہوگا نہ تمہاری اولاد کا نام ہوگا، نہ اس وطن کا نام ہوگا تو پھر ہندوستان، ہندوستان ہوگا پاکستان نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیں اس وقت سے بچائے اور ہماری زندگی میں وہ لمحہ نہ آئے، اللہ کرے وہ لمحہ نہ آئے جب یہ پاکستان نہ رہے۔ اللہ کرے اسلام اس خطہ زمین میں، اس برصغیر میں پھیلے۔ پاکستان کا، اسلام کا جھنڈا لہرائے۔ اللہ کرے وہ وقت آئے لیکن وہ وقت تب آئے گا جب ہمارے اندر غیرت ایمانی پیدا ہوگی، جب ہم بھی اپنی اولاد کو مسلمان اولاد بنائیں گے وگرنہ پھر ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔